جسم، دل، لباس، گھر، مسجد اور محلے کی صفائی کا اسلامی تصور

صحت مند زندگی

(صفائی و پاکیزگی کے فضائل و احکام)

مصنف

محمد آصف اقبال

ناشر: نور شریعت اکیڈمی لائٹ ہاؤس کراچی

فہرست

اقوام عالَم کو درسِ صفائی:

سولھویں صدی عیسوی تک یورپ کے باشندے صفائی ستھرائی اور طہارت وپاکیزگی سے ناواقف تھے۔ گندگی سے گھن کھانا تو دور کی بات ہے وہ تو جس مکان میں سوتے تھے اسی میں اپنے پالتو جانور باندھتے تھے اور گھر کے باہر کھلی گلیوں میں قضائے حاجت کرتے تھے۔ روشنی کا انتظام نہ ہونے کے باعث اگر کوئی اندھیرا چھا جانے کے بعد گھر سے باہر نکلتا تو نجاست سے آلودہ ہو کر واپس آتا۔ مکان اور گلی کوچوں کی گندگی کے ساتھ ساتھ ان کے جسم اور روح بھی پراگندہ تھے۔ نہ انہیں قضائے حاجت وجنابت کے بعد استنجاو طہارت کا شعور تھا اور نہ ہی بلند پایہ اخلاق کی معرفت تھی۔ یہ تو اسلام کا نور تھا جس نے اہل یورپ کو روشنی دی، انہیں نفاست وپاکیزگی کا طریقہ اور رہن سہن کا سلیقہ بتایا، انسانی فطرت کے تقاضوں سے آشنا کیا اور اعلی اخلاقی اقدار سے روشناس کروایا۔

اس کی وجہ علامہ عبد الرسول ارشد (گولڈ میڈلسٹ) کی زبانی ملاحظہ کیجیے:

جب مسلمانوں کے شہر اپنی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے دل ونگاہ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے، اس وقت یورپ کے شہروں میں گندگی، غلاظت اور تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا۔۔اور۔۔یہ انسانی فطرت ہے کہ اندھیروں میں بھٹکنے والا انسان اس طرف دوڑتا ہے جہاں اسے روشنی کی کرن نظر آتی ہے۔ اہل یورپ نے بھی یہی کچھ کیا۔ جب انہیں اپنے ہاں ہر طرف تاریک اور ظلمت نظر

آئی تو انہوں نے علم ، تہذیب، اخلاق اور خوش حالی کا درس لینے کے لئے مسلمانوں کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔(ضیاءالنبی،۶/۱۰۶)

نجاست وگندگی سے طہارت:

دین مبین نے نہ صرف اہل یورپ کو روشنی سے نوازابلکہ اپنے آفاقی پیغام اور فطرت سے کامل ہم آہنگی کی بدولت دنیا کی تمام ہی اقوام کونور بانٹا ہے۔اس مضمون میں ہم اسلام کے صرف اس پہلوپر گفتگو کریں گے کہ توحید ورسالت کی دعوت کے ساتھ ساتھ اسلام نے انسان کو نفاست وپاکیزگی کا تصور دیااور اس پر کاربند رہنے کی تلقین کی ہے اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عظیم مقصد میں یہ بھی شامل تھا کہ امت کو نجاست وگندی سے پاک فرمائیں۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد جو دعا فرمائی اس میں یہ بھی تھا: اے ہمارے رب! ان میں ایسارسول بھیج جو انہیں خوب ستھرا فرمادے۔(پ۱،البقرۃ:۱۲۹)

مفسر قرآن ابوالحسن علی بن محمد المعروف امام خازن رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ایسا رسول جو انہیں شرک، بت پرستی، ہر قسم کی نجاست وگندگی، گھٹیا حرکتوں اور کوتاہیوں سے پاک کردے۔(تفسیر خازن،۱/۹۲)

پھر یہ کہ اسلام دین فطرت ہے اور صفائی ستھرائی اور طہارت وپاکیزگی فطرت کا تقاضا ہے۔

طاہر و مطہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اَلْفِطْرَۃُ خَمْسٌ اَلْخَتَّانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ یعنی پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ کرنا (۲) موئے زیر ناف صاف کرنا (۳) مونچھیں پست کرنا (۴) ناخن تراشنا (۵) اور بغل کے بال اکھیڑنا۔ (صحیح بخاری، ۴/ ۷۵)

صفائی ستھرائی اسلامی نشان:

صفائی ستھرائی کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: صفائی ستھرائی کی مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی و ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار اور محبوبِ پروردگار ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے۔ گندگی اور پھوہڑ پن انسان کی عزت و عظمت کے بدترین دشمن ہیں اس لیے ہر مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔

صحت و تندرستی کی ضمانت:

صفائی ستھرائی سے صحت و تندرستی بڑھتی رہتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک

ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح، ۲/۴۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھوہڑ اور میلے کچیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے رہتے اوراس کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہر کی نظروں میں ذلیل وخوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو ان کے پھوہڑ پن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لئے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔(جنتی زیور، ص۱۳۹)

جنت اور صاف ستھرے لوگ:

یہ بھی ضروری ہے کہ بندہ ہر وقت بننے سنورنے ہی میں نہ لگا رہے کہ اس کی بھی ممانعت ہے بلکہ شرع میں جتنی صفائی مطلوب ہے وہ حسب قدرت وطاقت بجالائے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَنَظَّفُوْا بِکُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّ اللهَ بَنَی الْاِسْلَامَ عَلَی النَّظَافَةِ وَلَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا کُلُّ نَظِیْفٍ

ترجمہ: تم سے جتنا ممکن ہو صفائی رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی داخل ہو گا جو صاف ستھرا ہو گا۔(جمع الجوامع، ۴/۱۱۵)

صفائی نصف ایمان ہے:

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر طرح کی صفائی کا حکم دیا ہے خواہ جسمانی ہو یا روحانی، فرد کی ہو یا معاشرے کی، گھر کی ہو یا مسجد کی یا پھر محلے کی ہو، الغرض

اسلام جسم وروح، دل ودماغ، قرب وجوار اور تہذیب وتمدن کو ستھرا رکھنے کا درس دیتا ہے۔ اسے ہر جگہ ترتیب وسلیقہ اور نفاست وعمدہ مطلوب ومحبوب ہے اور گندگی وناپاکی اور غلاظت ونجاست ناپسند ہے۔ صفائی کی اہمیت بتاتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان یعنی پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔'' (سنن ترمذی، ۵/ ۳۰۸)

جسمانی صفائی کی مدت:

جسم کی صفائی کے متعلق شروع میں بیان کی گئی حدیث فطرت میں پانچ طرح کی صفائی کو بیان کیا گیا ہے، اول ختنہ کہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (بہار شریعت، ۳/ ۵۸۹)

باقی چار چیزوں کے متعلق صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اوراس کی انتہائی مدت چالیس ۴۰ دن ہے اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیرِ ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہتے ہیں کہ ”ناخن ترشوانے اور مونچھیں کاٹنے اور بغل کے بال صاف کرنے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔“(صحیح مسلم، ص ۱۵۳)

مزید فرماتے ہیں: موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع۔ موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال، چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے، اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے (بال صفا پاؤڈر اور کریم وغیرہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں)، عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے۔

(بہار شریعت، ۳/ ۵۸۴)

ممکن ہو تو ہر جمعہ کو یہ کام کر لینے چاہیں کیونکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔(شعب الایمان، ۳/ ۲۴)

دس چیزوں کی صفائی:

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طہارت حاصل کرنے والے کو چاہیے کہ پاکیزگی حاصل کرے، مونچھوں کو پست کرے، بغلوں

کے بال اکھیڑے، موئے زیرِ ناف مونڈے، ناخن کاٹے، ختنہ کرے، وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے جوڑ اچھی طرح دھوئے، ناک کی صفائی کا خاص خیال رکھے اور کپڑوں اور بدن کی پاکیزگی کا خوب اہتمام کرے۔

(رسائل امام غزالی، ص۴۰۷)

صفائی اور پاکیزگی سے متعلق یہ وہ چیزیں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی لازم تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ دس چیزیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں وہ یہ ہیں: (۱) مونچھیں کتروانا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں صفائی کے لئے پانی استعمال کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا (۶) ناخن ترشوانا (۷) بغل کے بال دور کرنا (۸) موئے زیر ناف کی صفائی (۹) ختنہ (۱۰) پانی سے استنجا کرنا۔

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب ہیں بعض سنت۔ (خزائن العرفان، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۲۴)

خِلال بھی صفائی ہے:

ظاہری جسم کی صفائی میں اس قدر مبالغہ اور باریک بینی دین اسلام کا خاصہ اور طرۂ امتیاز ہے۔ یہاں تک آیا ہے کہ کھانے کے بعد لکڑی وغیرہ سے دانتوں کا خلال کیا جائے اور دوران وضو اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور داڑھی کے بالوں

کا خلال کیا جائے اور یہ مستحب ہے۔ سراپا پاکیزہ و نفیس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَخَلَّلُوْا فَإِنَّهُ نَظَافَةٌ وَالنَّظَافَةُ تَدْعُوْإِلَى الْإِيْمَانِ وَالْإِيْمَانُ مَعَ صَاحِبِهٖ فِي الْجَنَّةِ ترجمہ: خلال کیا کرو کیونکہ یہ صفائی ہے اور صفائی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان مومن کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (معجم اوسط، ۷/۲۱۵)

دانتوں کی صفائی کے لئے خِلال نیم کی لکڑی کا ہو کہ اس کی تلخی سے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑھوں کیلئے مفید ہوتی ہے۔ بازاری TOOTH PICKS عموماً موٹی اور کمزور ہوتی ہیں۔ ناریل کی تیلیوں کی غیر مستعمل جھاڑو کی ایک تیلی یا کھجور کی چٹائی کی ایک پٹی سے بلیڈ کے ذریعے کئی مضبوط خِلال تیار ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات منہ کے کونے کے دانتوں میں خَلا ہوتا ہے اور اس میں بوٹی وغیرہ کا ریشہ پھنس جاتا ہے جو کہ تنکے وغیرہ سے نہیں نکل پاتا۔ اس طرح کے ریشے نکالنے کیلئے میڈیکل اسٹور پر مخصوص طرح کے دھاگے (flosses) ملتے ہیں نیز آپریشن کے آلات کی دکان پر دانتوں کی اسٹیل کی کریدنی (curved sickle scale) بھی ملتی ہے مگر ان چیزوں کے استعمال کا طریقہ سیکھنا بہت ضروری ہے ورنہ مسوڑھے زخمی ہو سکتے ہیں۔ (فیضان سنت، ۱/۲۸۹)

احادیث میں صفائی کی اہمیت

دین اسلام میں ظاہری بدن کے ساتھ لباس، بالوں اور استعمال کی دیگر چیزوں کی صفائی پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ ان چیزوں کی صفائی ستھرائی کے

بارے میں بھی کثیر احادیث و آثار وارد ہیں۔چند روایات ملاحظہ کیجئے:

صفائی ستھرائی سے غفلت کا انجام:

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کپڑے دھوؤ، بالوں کو سنوارو، مسواک کرو، زینت اپناؤ اور صفائی ستھرائی رکھو کیونکہ بنی اسرائیل ایسا نہیں کرتے تھے تو ان کی عورتیں بدکاری میں مبتلا ہو گئیں۔(کنز العمال، ۳/ ۲۷۳)

کپڑوں کی صفائی باعثِ عزت ہے:

(2) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مِنْ کَرَامَۃِ الْمُؤْمِنِ عَلَی اللہِ نِقَاءُ ثَوْبِہٖ وَرَضَاہُ بِالْیَسِیْرِ ترجمہ: بندہ مومن کی بارگاہِ الٰہی میں عزت وکرامت میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے کپڑے صاف ہوں اور وہ تھوڑے پر راضی رہے۔

(المرجع السابق)

علامہ عبد الروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تھوڑے پر راضی رہنے سے مراد لباس، کھانے، پانی اور مال ودولت میں کمی پر راضی رہنا ہے اور لباس میں یہ بات پسندیدہ ہے کہ وہ صاف ستھرا ہو اور متوسط درجے کا ہو۔

(التیسیر شرح جامع الصغیر، ۲/ ۲۴۱)

بکھرے بال شیطانی عمل:

(3) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔اتنے میں ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال

بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا گویا اسے اپنے بال اور ڈاڑھی کی درستی کا حکم دے رہے ہیں۔ وہ درست کر کے حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: أَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَّأْتِيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ یعنی کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم میں سے کوئی شیطان کی طرح سر بکھیرے ہوئے آئے۔ (مشکوۃ المصابیح، ۱/۱۳۷)

میلے کپڑوں والے کو نصیحت:

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر ملاقات کے لئے تشریف لائے تو ایک بکھرے بالوں والے کو دیکھا تو فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اپنے بالوں کو سنوارے اور ایک میلے کپڑوں والے شخص کو دیکھ کر فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں جس سے اپنے کپڑے دھولے۔

(مسند ابی یعلی، ۲/۲۷۷)

زلفوں کی صفائی کا حکم:

(5) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خوبصورت گھنی زلفیں تھیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''ان کا اچھی طرح خیال رکھنا۔'' تو میں دن میں ان کو دو مرتبہ تیل لگاتا تھا۔

(حلیۃ الاولیا، ۳/۱۸۴)

مسواک کی ضرورت واہمیت:

منہ کی صفائی وپاکیزگی بھی ظاہری جسم کی صفائی میں داخل ہے اور اس صفائی کے لئے مسواک سے بڑھ کر کوئی شے نہیں اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی نصحت کی حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھ پر اور میری امت پر فرض نہ ہو جائے اور اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کاخوف نہ ہوتاتومیں ان پر مسواک کرنا فرض کر دیتااور میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اپنے اگلے دانت زائل نہ کرلوں۔(سنن ابن ماجہ،۱/۱۸۶)

اورایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھاکہ جب گھر میں داخل ہوتے توسب سے پہلے مسواک کیاکرتے۔(صحیح مسلم،ص۱۵۲)

منہ کی صفائی رب کی رضا:

اگرچہ منجن ،ٹوتھ پیسٹ اور ماؤتھ واش سے بھی منہ کی صفائی ہو جاتی ہے مگران سے مسواک والا ثواب حاصل نہ ہو گا جبکہ مسواک عبادت کی نیت سے ہو۔کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مسواک کولازم کرلو کہ یہ منہ کی صفائی اوررب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔(مسند احمد،۲/۴۳۸)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے

ہیں:اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔خیال رہے کہ مسواک سے مسلمان کا مسواک کرنا بنیت عبادت مراد ہے، کفار کی مسواک اور مسلمانوں کی عادتًا مسواک اگرچہ منہ تو صاف کردے گی مگر رضائے الٰہی کا ذریعہ نہ بنے گی نیز اگرچہ مسواک میں دنیوی اور دینی بہت فوائد ہیں، مگر یہاں صرف دو فائدے بیان ہوئے، یا اس لئے کہ یہ بہت اہم ہیں یا کیونکہ باقی فوائد بھی ان دو میں داخل ہیں۔ منہ کی صفائی سے معدے کی قوت اور بے شمار بیماریوں سے نجات ہے اور جب رب راضی ہو گیا پھر کیا کمی رہ گئی۔(مراٰۃ المناجیح،۱/۳۶۳)

عبادات اور مسواک:

نماز سے قبل مسواک ضرور کی جائے کہ اس سے منہ کی صفائی کے ساتھ ساتھ نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے نیز اس میں فرشتوں کی راحت کا سامان بھی ہے۔ حدیث میں ہے: مسواک کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے۔(الترغیب والترہیب،۱/۱۰۲)

اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اسے مسواک کر لینی چاہئے کیونکہ جب وہ نماز میں قراءت کرتا ہے تو فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ لیتا ہے اور جو چیز اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ فرشتے کے منہ میں داخِل ہو جاتی ہے۔(شعب الایمان،۲/۳۸۱)

اور اگر کوئی نمازی مسواک وغیرہ سے دانتوں میں پھنسے ریزے وریشے

وغیرہ نہیں نکالتا تو اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ مروی ہے کہ دونوں فرشتوں کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز تکلیف دہ نہیں کہ وہ اپنے ساتھی کو نماز پڑھتا دیکھیں اور اس کے دانتوں میں کھانے کے رَیزے پھنسے ہوں۔ (معجم کبیر، ۴/۱۷۷)

تلاوت ودعا سے پہلے مسواک کیجئے:

نماز کی طرح تلاوت اور ذکر ودعا کے لئے بھی مسواک کی رعایت رکھنی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے: طَیِّبُوْا اَفْوَاھَکُمْ فَاِنَّھَا طُرُقُ الْقُرآن یعنی اپنے منہ صاف رکھو کیونکہ یہ قرآن کے راستے ہیں۔ (کنز العمال، ۱/ ۶۰۳)

اور رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "احسن الوعا لآداب الدعا" میں دعا کا ۵۳واں ادب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب قصدِ دعا ہو پہلے مسواک کر لے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا، ایسی حالت میں رائحہ متغیرہ (یعنی منہ کی بدبو) سخت ناپسند ہے خصوصاً حقّہ پینے والے، خصوصاً تمبا کو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر ودعا و نماز میں نہایت اہم ہے، کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا کہ مسجد میں نہ آئے۔ (صحیح مسلم، ص ۲۸۲) وہی حکم یہاں بھی ہو گا، مع ہذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔" (صحیح بخاری، ۱/ ۶۳۷) اور ظاہر ہے کہ رضائے رب باعثِ حصولِ اَرب ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مراد ملنے کا سبب ہے)۔ (فضائل دعا، ص ۱۰۸)

گھر اور محلے کی صفائی:

انسانی طبیعت اپنے قرب وجوار سے بہت جلد اثر قبول کرتی ہے اور اچھے یا برے ماحول کے اثرات انسان پر ضرور مرتب ہوتے ہیں خواہ معاملہ معاشرتی برائیوں اور بدکرداریوں کا ہو یا کچرے ،غلاظت اور نجاست کے ڈھیروں کا ہو لہٰذا انسان جس گھر ، محلے اور علاقے میں رہتا ہے اس کا صاف ستھرا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔گھر اور علاقے کا صاف ستھرا ہونا افرادِ معاشرہ کی نفاست،اچھے مزاج،پروقار زندگی اور خوبصورت سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکی کو پسند فرماتا ہے، ستھرا ہے ستھرے پن کو پسند کرتا ہے،کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے،جواد ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے تو تم اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔(ترمذی،۴/۳۶۵)

ایک حدیث شریف میں یوں ہے:فَنَظِّفُوْا عَذِرَاتِكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ تَجْمَعُ الْاَكْبَاءَ فِيْ دُوْرِهَا ترجمہ:تم اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود سے مشابہت نہ کرو کیونکہ ان کے گھروں میں کچرے ڈھیر رہتے ہیں۔

(غریب الحدیث لابن قتیبۃ،۱/۲۹۷)

اس حدیث پاک میں ہمیں یہ درس دیا گیا ہے کہ اپنے گھر صاف رکھو لباس، بدن وغیرہ کی صفائی تو بہت ہی ضروری ہے گھر بھی صاف رکھو وہاں کوڑا جالا وغیرہ جمع نہ ہونے دو اور اپنے صحن صاف رکھ کر یہود کی مخالفت کرو کیونکہ یہود اپنے گھر کے صحن صاف نہیں رکھتے نیز یہود بہت گندے، بہت بخیل، بڑے خسیس، بڑے ذلیل ہیں عیسائی اگرچہ کافر ہیں مگر وہ یہود کی طرح گندے نہیں ان میں کچھ صفائی ہے اگرچہ ان کے بھی دانت میلے منہ بدبو دار اور ناخن لمبے ہوتے ہیں۔ ہر طرح کی صفائی تو اسلام نے ہی سکھائی ہے۔(مراۃ المناجیح،۶/ ۱۹۲)

مسجد کی صفائی کا حکم:

ایک بندۂ مومن کا اپنے گھر کے علاوہ مسجد سے بھی گہرا تعلق ہوتا اور وہ بار بار یا وقتاً فوقتاً وہاں حاضری کی سعادت پاتا رہتا ہے اور اپنے خالق ومالک کے حکم کی بجاآوری میں عبادت وریاضت سے مشرف ہوتا ہے لہٰذا اس کی صفائی وستھرائی بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ترجمہ :اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لئے۔ (پ۱،البقرۃ:۱۲۵)

نیز صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ توبہ کی

آیت ۱۸ کے تحت لکھتے ہیں: اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مؤمنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔

(خزائن العرفان)

مسجد کی صفائی کرنے والے پر کرم:

مسجد شریف کی صفائی کرنا باعث اجر وثواب ہے اور صفائی کرنے والوں کا مرتبہ بڑا بلند ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حبشی جوان مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ ایک بار حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موجود نہ پایا تو اس کے متعلق دریافت کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: وہ تو فوت ہو گیا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم مجھے اس کی خبر نہیں دے سکتے تھے؟ بقول راوی: شاید لوگوں نے اس کے معاملے کو چھوٹا خیال کر کے خبر نہ دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ قبر پر پہنچ کر آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: بے شک یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میرے ان پر نماز پڑھنے کی برکت سے ان کو روشن و منور فرما دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، ۱/۴۷۶)

اسی طرح مسجد کی صفائی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا: مسجد کی صفائی کرنا بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا حق مہر ہے۔

(المعجم الکبیر، ۳/۱۹)

ظاہر کے ساتھ باطن کی صفائی:

ظاہر کی صفائی کے مقابلے میں باطن کی صفائی زیادہ اہم ہے۔ انسان اگر صرف اپنا ظاہر صاف ستھرا رکھے مگر باطن طرح طرح کی نجاستوں سے آلودہ ہو تو یہ ایک تشویش ناک امر ہے، کیونکہ باطن یعنی دل کی صفائی پورے جسم کو فیض یاب کرتی ہے اور اس کی درستی کی ضمانت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ترجمہ: بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر یہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جائے اور اگر یہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جائے۔ سُن لو وہ دِل ہے۔

(صحیح بخاری، ۱/۳۳)

اور دل کا درست اور سلامتی والا ہونا یہ ہے کہ وہ کفر، گناہوں کے اِرتکاب اور تمام قباحتوں (برائیوں اور خرابیوں) سے پاک ہو۔ (تفسیر بیضاوی، ۴/۲۴۴)

پاکیزہ دل اور علم کا نور:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ”بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى

النَّظَافَةِ ترجمہ: دین کی بنیاد طہارت پر ہے۔" (المجروحین لابی حاتم، ۲/۴۰۱)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: "یہاں طہارت سے مراد صرف کپڑوں کا صاف ہونا ہی نہیں بلکہ دل کی صفائی بھی مراد ہے۔ اس پر یہ فرمانِ الٰہی دلیل و حجت ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (پ۱۰، التوبہ: ۲۸) اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ نجاست صرف کپڑوں کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ جب تک باطن خبائث سے پاک نہ ہو اس وقت تک علمِ نافع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی علم کے نور سے انسان روشنی پا سکتا ہے۔ (لباب الاحیاء، ص ۳۲)

دل کی صفائی کیسے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی صفائی کرنے والی شے ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی خدا کے ذکر سے ہوتی ہے۔

(الترغیب والترہیب، ۲/۲۵۴)

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے:

باری تعالیٰ کو طہارت و صفائی اس قدر محبوب ہے کہ اس نے صفائی اپنانے والے کو اپنا محبوب و پیارا قرار دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ترجمہ: اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ (پ۱۱، التوبہ: ۱۰۸)

نیز اس کا اندازہ اخروی چیزوں میں پاکیزگی و طہارت اور عمدگی و نفاست

کے اہتمام سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔اس نے جنت بنائی تو انتہائی صاف ستھری، وہاں بسنے والوں کو پسینہ نہیں آئے گا،ان کے بدن میلے نہیں ہوں،بول وبراز کی اذیت سے محفوظ ہوں گے، جنتی حوروں کو انتہائی پاکیزہ بنایا۔

جنتی حوروں کی پاکیزگی:

ارشادِ ربانی ہے:كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ترجمہ:(صفائی وخوش رنگی میں) گویاوہ یاقوت اور مونگا ہیں۔ (پ۲۷،الرحمن:۵۸)

حدیث شریف میں ہے کہ جنّتی حوروں کے صفائے ابدان کا یہ عالَم ہے کہ ان کی پنڈلی کا مغز اس طرح نظر آتا ہے جس طرح آبگینہ کی صراحی میں شرابِ سرخ۔(خزائن العرفان)

دوسرے مقام پر فرمایا:كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ترجمہ: جیسے چُھپے رکھے ہوئے موتی۔(پ۲۷،الواقعۃ:۲۳)یعنی جیسا موتی صدف میں چُھپا ہوتا ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا،نہ دھوپ اور ہوا لگی اس کی صفائی اپنی نہایت پر ہے اس طرح حوریں اچھوتی ہوں گی۔(خزائن العرفان)

جنتی شراب کی طہارت:

جنت کی شراب کے ستھرا ہونے کو یوں بیان فرماتا ہے:وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ترجمہ:اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔ (پ۲۹، الدھر:۲۱)جو نہایت پاک صاف،نہ اسے کسی کا ہاتھ لگا،نہ کسی نے چھوا،نہ وہ پینے

کے بعد شرابِ دنیا کی طرح جسم کے اندر سڑ کر بول بنے، بلکہ اس کی صفائی کا یہ عالَم ہے کہ جسم کے اندر اتر کر پاکیزہ خوشبو بن کر جسم سے نکلتی ہے اہلِ جنّت کو کھانے کے بعد شراب پیش کی جائے گی، اس کو پینے سے ان کے پیٹ صاف ہو جائیں گے اور جو انہوں نے کھایا ہے وہ پاکیزہ خوشبو بن کر ان کے جسموں سے نکلے گا اور ان کی خواہشیں اور رغبتیں پھر تازہ ہو جائیں گی۔ (خزائن العرفان)

موجودہ مسلمان اور صفائی کا فقدان:

ہم نے رسالے کے شروع میں غیر مسلموں کی غیر فطری اور ناپسندیدہ روش کا تذکرہ کیا کہ وہ نفاست و پاکیزگی سے دور تھے اور یہ اسلام کا احسان تھا کہ انہوں نے صفائی ستھرائی کو کسی حد تک اختیار کیا مگر جب ہم آج کے دور میں خود اسلام کے پیروکاروں کو دیکھتے ہیں تو ان میں بھی ہمیں ایک تعداد ایسی ملتی ہے جو طہارت و پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کے معاملے میں سست روی کا شکار ہے۔

کسی مسلمان نے لمبی لمبی مونچھیں رکھی ہوئی ہیں تو کسی کو لمبے ناخنوں کا شوق ہے بالخصوص عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ کوئی مسلمان میلے کچیلے کپڑوں میں گِھن محسوس نہیں کرتا تو کوئی اپنے پسینے اور منہ کی بدبو سے آس پاس کا ماحول ”مہکا“ رہا ہوتا ہے۔ کوئی پان کھا کر دانتوں کی صفائی نہیں کرتا تو کسی نے سگریٹ پی پی کر سامنے کے دانت پیلے کر رکھے ہوتے ہیں۔ کوئی گٹکا کھا کر فٹ پاتھ، دکان و مکان کی دہلیز، دفاتر و مارکیٹس کے مخصوص کونے

کھدرے رنگین کر رہا ہوتا تو کوئی بس وغیرہ کی کھڑکی سے پیچھے آنیوالے موٹر سائیکل سوار کو اپنے پان یا گٹکے کی پچکاری سے صبر وبرداشت کا ”درس“ دے رہا ہوتا ہے۔ کوئی اپنی بلڈنگ سے کچرے کا تھیلا باہر گلی میں پھینک کر اپنی ”شرافت ونفاست“ کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے تو کوئی اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ جمع کر کے کسی چوراہے یا گلی کے نکڑ کی ” زینت“ بنا رہا ہوتا ہے۔ کوئی غسل جنابت میں سستی کر کے اپنے گھر کو رحمت کے فرشتوں کے لئے ”نو گو ایریا“ بنا رہا ہے تو کوئی ”اندرونی صفائی“ سے غفلت برت کر فطرت سے ”جنگ“ کر رہا ہے۔

الغرض یہ سب ہمارے گردو بیش میں رہنے والے افراد کر رہے ہیں۔ وہ اسلام جس نے غیروں کو صفائی ستھرائی کا عادی کیا آج اس کے بعض اپنوں میں طہارت و پاکیزگی مفقود ہے اور گندگی و ناپاکی ان کی عادت پہچان بنی ہوئی ہے۔ بہر حال مسلمان کو اپنے ظاہر و باطن دونوں کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

ظاہر کو نجاست، غلاظت، گندگی اور میل کچیل وغیرہ سے اور باطن کو کینۂ مسلم، غرور و تکبر اور بغض و حسد وغیرہ بُرائیوں سے پاک و صاف رکھے۔ باطن کی صفائی کے لئے اچھی صحبت بے حد مفید ہے۔ ظاہر و باطن کو صاف رکھنا رب تعالیٰ کو محبوب، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند، صحت و تندرستی کی ضمانت اور فطرت کا تقاضا ہے۔